فکرِ لطیف

از جناب لطیف انور صاحب گورداسپوری

تہذیبِ آشیاں سے کہاں آگہی ملی — پیوست تنکے تنکے میں اک برہمی ملی
رونا ملا کہ رونے کی خاطر ہنسی ملی — بدتر ہزار موت سے اک زندگی ملی
جب اس کو میرے رنج میں تیری خوشی ملی — پھر نکتہ چیں کو تہ نہ کسی بات کی ملی
اے شمع تیرے سوز سے کیا روشنی ملی — پروانہ جل بجھا تو نئی زندگی ملی
ہم جس طرف سے نکلے تمہاری گلی ملی — بچ کر کہاں نکلتے کوئی راہ بھی ملی
اے آنیوالو! راحتِ ساحل نہیں نصیب — کیا راستے میں ناؤ کوئی ڈوبتی ملی
کیا کہئے، دل کو اور تھی کس شے کی آرزو — ملنے کو اس کو درد ملا بے کلی ملی
دیکھے گا اس کی خاک کو حسرت سے آسماں — مٹ کر تری گلی میں جسے زندگی ملی
در پردہ سوزِ غم کا تصرف تھا جا بجا — ہر دل میں ایک آگ سی گویا دبی ملی
دل ہو سکا نہ جلوۂ جاناں سے مطمئن — فرصت نہ کشمکش سے نظر کو کبھی ملی
دل پر محیط ہونے لگا شرک کا خیال — جب عقل کو نہ کنہ تری ذات کی ملی
بربادیوں سے میرا نشیمن نہ بچ سکا — ہر تنکے کے لباس میں بجلی چھپی ملی

خوابِ حرم میں بھول گئے ہم خیالِ دیر
انور کہاں پہنچ کے حدِ بندگی ملی